سوال

(154) ٹھیکے کی زمین پر زکوۃ

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

حافظ والا ضلع بہاولنگر سے حاجی ضیاء الدین لکھتے ہیں کہ ایک آدمی کاشتکاری کے لیے زمین ٹھیکہ پر لیتا ہے، پھر اس کی کاشت کاری پر اخراجات اٹھاتا ہے مثلاً ٹریکٹر کے ذریعے اسے بویا جاتا ہے، پھر اس پر کھادسپرے کٹائی کی مزدوری اور تھریشر وغیرہ پر کافی خرچہ آتا ہے کیا عشر دینے سے پہلے ان اخراجات کو پیداوار سے منہا کر لیا جائے یا کل پیداوار سے عشر ادا کیا جائے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس جواب سے پہلے عشر کی حیثیت اور مقدار نیز پیداوار کا تعین ضروری ہے جس پر عشر وصول کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کہ وہ زمین جسے بارش یا قدرتی چشمہ کا پانی سیراب کرتا ہو یا کسی دریا کے کنارے ہونے کی وجہ سے خود بخود سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ بطور عشر لیا جائے گا اور وہ زمین جسے کنوئیں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہے تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری: زکوۃ 1483)

اس حدیث میں پیداوار دینے والی زمین کی حیثیت اور اس کی پیداوار پر مقدار عشر کو واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے جس کی تشریح آئندہ کی جائے گی لیکن کتنی مقدار جنس پر عشر دینا ہو گا وہ ایک دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پانچ وسق سے کم پیداوار میں زکوۃ، یعنی عشر نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ 1484)

اور واضح رہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، گویا نصاب جنس 300 صاع ہیں، جدید اعشاری نظام کے مطابق صاع 2 کلو 100 گرام کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کے 630 کلو گرام ہوتے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک ایک صاع اڑھائی کلو کے مساوی ہوتا ہے، لہذا ان کے ہاں پیداوار کا نصاب 750 کلو گرام ہے۔ غربا اور مساکین کی ضرورت کے پیش نظر پیداوار کا نصاب 630 کلو گرام مقرر کیا جانا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اول الذکر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے مقدار عشر کے لیے اس کی سیرابی یعنی پیداوار لینے کے لیے پانی کو مدار قرار دیا ہے اگر کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے پانی بسہولت دستیاب ہے اس پر کسی قسم کی محنت یا مشقت نہیں اٹھانا پڑتی تو اس میں پیداوار کا عشر یعنی دسواں حصہ بطور زکوۃ نکالنا ہو گا۔ اس کے برعکس اگر پانی حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت اٹھانا پڑتی ہو یا اخراجات برداشت کرنا پڑیں تو اس میں نصف العشر یعنی بیسواں حصہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر زمینوں کی آبپاشی دو طرح سے کی جاتی ہے:

(1) نہری پانی: حکومت نے اس کے لیے مستقل محکمہ انہار قائم کر رکھا ہے اس پر زمیندار کو محنت و مشقت کے علاوہ اخراجات بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں، آبیانہ وغیرہ ادا کرنا ہو

تا ہے ،اس کے باوجود نہری پانی فصلوں کےلیے کافی نہیں ہوتا ،اس کےلیے دوسرے ذرائع سے ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے ۔

(2) ٹیوب ویل : ٹیوب ویل لگانے کےلیے کافی رقم درکار رہوتی ہے جب اس کی تنصیب مکمل ہوجاتی ہے واپڈا کا رحم وکرم شروع ہوجاتا ہے ماہ بماہ کمر توڑاور اعصاب شکن بجلی کا بل ادا کرنا پڑتا ہے یا پھر گھنٹے کے حساب سے پانی خرید کر کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے ، لہذا زمین سے پیداوار لینے کےلیے ذاتی محنت و مشقت اور مالی اخراجات کے پیش نظر ہمارے ہاں پیداوار پر نصف العشر یعنی بیسواں حصہ بطور زکوۃ دینا ہوتا ہے ، اس کے علاوہ جتنے بھی اخراجات ہیں ان کا تعلق زمین کی سیرابی یا آب پاشی سے نہیں ہے بلکہ وہ اخراجات زمیندار پیداوار بچانے یا بڑھانے کےلیے کرتا ہے ، مثلاً کھاد سپرے وغیرہ یا پھر زمیندار اپنی محنت و مشقت سے بچنے اور اپنی سہولت کے پیش نظر کرتا ہے ، مثلاً بوتے وقت ٹریکٹر کا استعمال ، کٹائی کے وقت مزدور کو لگانا یا فصل اٹھاتے وقت تھریشر وغیرہ کا استعمال ۔

مختصر یہ کہ شریعت نے مقدار عشر کےلیے زمین کی سیرابی کو مدار بنایا ہے اس کے علاوہ جو اخراجات ہیں ان کا تعلق مقدار عشر سے نہیں ہے ، لہذا جہاں زمین کی سیرابی کےلیے قدرتی وسائل ہوں گے وہاں پیداوار سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے گا اور جہاں زمین سیراب کرنے کےلیے قدرتی وسائل نہیں بلکہ محنت و مشقت کرنا پڑیں تو وہاں نصف العشر یعنی بیسواں حصہ دینا ہوگا ۔ ہمارے ہاں عام طور پر پیداوار کا بیسواں حصہ دیا جاتا ہے ، پیداوار میں دسواں دینے والی زمینیں بہت کم ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عام طور پر مہاجرین تجارت اور انصار زراعت پیشہ تھے وہ لوگ زمین کو خود کاشت کرتے تھے اور خود ہی کاٹتے اور فصل اٹھاتے تھے ، البتہ زمینوں کی سیرابی کےلیے محنت و مشقت اور اخراجات برداشت کرنے کی وجہ سے انہیں پیداوار سے بیسواں حصہ بطور عشر ادا کرنا ضروری تھا ، اس کے علاہ کسی قسم کے اخراجات پیداوار سے منہا نہیں کیے جاتے تھے ، اسی طرح خیبر کی زمین پیداوار کے طے شدہ حصے کے عوض کاشت کی جاتی تھی ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو حصہ ملتا اگر وہ نصاب کو پہنچ جاتا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا حصہ الگ کردیتے تھے ، زمیندار چونکہ زمین کا مالک ہوتا ہے وہ ٹھیکے کی اس رقم کو اپنی مجموعی آمدنی میں شامل کرکے اگر وہ نصاب تک پہنچتی ہے تو اس میں سے زکوۃ ادا کرے گا اور زمین ٹھیکے پر لینے والا کاشت کرنے میں صاحب اختیار رہوتا ہے اور پیداوار کا مالک بھی وہی ہوتا ہے تو وہ مختار کی حیثیت سے ادا عشر کرے گا ، ٹھیکے کی رقم اس سے منہا نہیں کی جائے گی ، اسی طرح سہولت کےلیے یا اپنی پیداوار بڑھانے کےلیے جو رقم خرچ کی جاتی ہے یہ اخراجات بھی پیداوار سے منہا نہیں ہوں گے ، البتہ محنت و مشقت یا مالی اخراجات جو زمین کی سیرابی پر آتے ہیں ان کے پیش نظر شریعت نے اسے رعایت دی ہے کہ وہ اپنی پیداوار سے بیسواں حصہ ادا کرے ، اگر اس رعایت کے باوجود ٹھیکہ کی رقم کھاد ، سپرے کےلیے اخراجات ، کٹائی کےلیے مزدوری اور تھریشر وغیرہ کے اخراجات بھی منہا کردیئے جائیں تو باقی کیا بچے گا جو عشر کے طور پر ادا کیا جائے گا ، لہذا ہمارا رحجان یہ ہے کہ کاشتکار کسی قسم کے اخراجات منہا کیے بغیر اپنی پیداوار سے بیسواں حصہ بطور عشر ادا کرے گا بشرطیکہ اس کی پیداوار پانچ وسق تک پہنچ جائے اگر اس سے کم ہے تو عشر نہیں ہوگا ، ہاں اگر چاہے تو دینے پر قدغن نہیں ہے ، (واللہ اعلم)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد : 1 صفحہ : 185